Tauseeq, Volume. 5, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i1.37

Received: 15-06-2024
Accepted: 20-06-2024
Published: 30-06-2024

چینی ناول "تین سلطنتوں کی داستان" ادبِ عالیہ کا بابِ گم گشتہ

Chinese novel''the romance of three Kingdoms''a missing chapter in world classic literature

اعجاز رازق*
ڈاکٹر صائمہ نذیر

Abstract:

In this research article, the Urdu translation of one of the renowned Chinese Novel ''The Romance of three Kingdoms'' is critically analysed. This novel is considered the first novel in Chines literature and as well as in world literature. The period of 3rd century AD has been discussed, in a very literary manner. This Urdu translation of classical Chinese novel depicts the Socio-economic and geo-politicalcircumstances of that society, which was under circus due to political instability. The novel highlighted the restless struggle of the countrymen for the unity of their motherland. The important aspect of this piece of reading is the updated and modern war strategy to defend and offend against the enemy. This novelis a source of dialogue between the Chinese and Pakistani civilizations. This would provide an opportunity for the intercultural harmony.

Keywords:
. Pak-China civilizational exchanges, Intercultural harmony, Chinese Urdu literary translations.

* اسکالر، پی ایچ ڈی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد
اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

تاریخی ناول نگاری ادب کی ایک ممتاز صنف کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔تاریخ نویسی اور تاریخی ناول نگاری میں بعد طرفین کی موجودگی کے باوجود، تاریخی ناولوں کو کسی بھی معاشرے کی سماجی اقدار کو واضح کرنے میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کی اردو ناول نگاری کی روایت میں تاریخی ناول نگاروں کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ڈپٹی نذیر احمد اور عبدالعلیم شرر کی مساعی سے شروع ہونے والی اس روایت کو نسیم حجازی جیسے نام ور اور مقبول ناول نگار نے خوب آگے بڑھایا۔تاریخ نویسی معروضیت کی متقاضی ہے جب کہ تاریخی ناول میں تخیل کی کارفرمائی کا دخل ہوتا ہے۔کسی زمانے کی تاریخ اگر محفوظ ہو چکی ہو تو اسے معروضی پیمانے پر پرکھ کر اس کے معیار کا تعین کیا جا سکتا ہے، تاہم ایسی تحریرات روایتی اسلوب اور ادبی چاشنی سے محرومی کے سبب محدود چند قارئین تک ہی رسائی کا شرف حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ایسے میں ایک تاریخی ناول نگار اپنے تخیل کے بل بوتے پر کسی مخصوص عہد کے مجموعی ماحول کو اگلی نسلوں تک اس طور سے پیش کرتا ہے کہ جس سے وہ زمانہ اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ اجاگر ہو جاتا ہے۔

بقول ڈاکٹر ممتاز منگلوری "تاریخی ناول نگار اپنے تخیل، زورِ قلم اور قدرتِ بیان سے تاریخ کے ان بظاہر خشک، فرسودہ اور مردہ واقعات میں ایسی جان ڈال دیتا ہے کہ وہ مرقع نہ صرف اپنے متعلقہ زمانے کے دستور کے مطابق ہوتا ہے بلکہ اس میں خود وہ زمانہ چلتا پھرتا اور جیتا جاگتا دکھائی دیتا ہے۔"(1)

چینی ادبی تاریخ میں تاریخی ناول نگاری کو ایک منفرد حیثیت اس اعتبار سے حاصل ہے کہ دنیا کا قدیم ترین تاریخی ناول اسی زبان میں لکھا گیا ہے۔" تین سلطنتوں کی داستان " چینی ادیب لوگوان چھونگ کا ایسا ناول ہے کہ جس میں تیسری صدی عیسوی کے چینی سیاسی و سماجی منظر نامے کی عکاسی کی گئی ہے۔درحقیقت اس ناول میں سیاسی کشمکش اور طبقہ امراء کے ہاں حصولِ اقتدار کے لیے کی جانے والی رسہ کشی کو موضوع بنا کر چینی سیاسی تاریخ کو محفوظ کیا گیا ہے۔

اردو ادب کی تاریخ اس اعتبار سے منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہے کہ اس میں دیگر زبانوں سے استفادہ کی ایک روایت موجود رہی ہے۔یہ روایت موضوعاتی تنوع کے ساتھ ساتھ اصنافِ ادب کو اپنانے پر بھی محیط ہے۔ترجمہ کاری کی روایت سے اردو ادب کا دامن بجا طور پر وسیع ہونے سے ہر دو اقسام کے فوائد میسر آئے ہیں۔اسی پس منظر میں چینی زبان کے عظیم ادبی ذخیرے کی اردو زبان میں منتقل ہونے کی روایت دن بدن پھل پھول رہی ہے۔ادبیاتِ چین میں ناول نگاری کی روایت اس اعتبار سے قابلِ غور بھی ہے اور تاریخ ساز بھی کہ اس کا پہلا ناول " تین سلطنتوں کا رومان " چودھویں صدی میں اس وقت لکھا گیا جب یہاں منگ خاندان زمامِ اقتدار سنبھالے ہوئے تھا۔معاصر مغربی دنیا میں سروانٹیز کے ناول ڈان کی ہوٹے Don Qixote کو دنیا کو پہلا ناول قرار دیا جاتا ہے۔یہ ناول سترہویں

صدی کے آغاز یعنی 1604ء یا1606ء میں منظرِ عام پر آیااور سروانٹیز نے بڑے تفاخر سے دعویٰ کیا کہ اس نے رومانوی داستانوں کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے۔ زیرِ نظر چینی ناول تو دنیا کے اس پہلے ناول سے کم و بیش دو صدیاں قبل لکھا گیا تھا۔(2)

"اگرچہ یہ ناول چودھویں صدی میں لکھا گیا، تاہم یہ پہلی بار 1522ء میں شائع ہوا۔ چھنگ خاندان کے عہدِ حکومت (1911ء-1644ء) میں ماؤلن اور اس کے بیٹے ماؤزونگینگ کا مرتب کردہ ایڈیشن سب سے زیادہ مقبول ہوا، جس میں انہوں نے اس کی ترتیبِ نو کرتے ہوئے اصل 240 حصوں کی بجائے ناول کو 120 ابواب میں تقسیم کیا۔"(3)

بنیادی طور پر زیرِ نظر چینی ناول "تین سلطنتوں کی داستان" کے عنوان سے اردو زبان میں پہلی بار 2015ء میں شائع ہوا۔ فاضل مترجم ظہور احمد عوامی جمہوریہ چین میں پاکستانی سفارتی عملے میں اپنے پیشہ وارانہ فرائض ادا کرنے کے باعث چینی سماج سے براہِ راست واقفیت رکھتے ہیں۔ اس سے قبل 2006ء میں پاکستان اور چین کی لازوال دوستی کی 55ویں سالگرہ کی مناسبت سے اکادمی ادبیات پاکستان کی سرپرستی میں چند منتخب چینی ادب پاروں کو اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ اسی پس منظر میں اس ناول کا ایک مختصر تعارف پیش کیا گیا تھا۔ تاہم مکمل ترجمہ 2015ء میں ہی شائع ہوا۔ اگرچہ اس ناول کو انگریزی متن کی مدد سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے تاہم ادبی چاشنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہم کرداروں، تاریخی واقعات اور قدیم چین کی سماجی اقدار کو خاص طور پر نمایاں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نثار ترابی اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:۔

"یوں تو بادی لنظر میں یہ ناول مختلف اتحادوں کے بننے اور بگڑنے، وفاداریوں کے قیام اور انہدام، شخصیتوں کے عروج و زوال اور ایک جہدِ مسلسل کی کہانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کو پڑھتے ہوئے چینی تہذیبی روایات، ایثار، جوانمردی، حکمت عملی، مذہبی عقائد، تقدیر پر ایمان، حکمت و دانائی کی باتیں، ادبی چاشنی، دیومالائی داستونوں کا حسن، علاقائی توہمات و عقائد، انسانی و آفاقی اٹل حقائق، بشری خصوصیات اور کمزوریاں سبھی کا ایک عمیق جائزہ مہیا کرتا ہے۔ کنفیوشس کے نظریات، چینی نیچری مذاہب، قدیم مابعد الطبعیاتی ذہن، شگون لینا، تعبیر بیان کرنا اور زندگی کا ان تمام امور سے متاثر ہونا اس میں بھرپور انداز سے نمایاں کیا گیا ہے۔"(4)

"تین سلطنتوں کی داستان" کا پہلا باب ہی اس حقیقت سے شروع ہوتا ہے کہ کائنات ہمہ وقت ایک مسلسل تبدیلی کے عمل سے دوچار ہے۔ کائنات کی یہ تبدیلی انسانی سماج میں بھی بھی روبہ عمل ہے اور اسی کے باعث ہر کمال آخر کار زوال سے دوچار ہو جاتا کرتا ہے، جب کہ ہر زوال کے بعد عروج بھی یقینی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی ایک دن زوال کے شکار ہونے کے باعث نابود ہو جایا کرتی ہیں۔ ناول کے آغاز میں ہی چنگ فے، شوان دے اور گوان یو المعروف یوان چنگ کے میثاقِ حریت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں ناول کے تین مرکزی کردار اپنی سرزمین پر مرکز گریز باغی قوتوں سے برسرِپیکار ہونے کے لیے اپنی جان تک کی بازی لگانے کا حلف اٹھاتے ہیں۔ یہ عہد و پیمان آڑوں کے ایک سرسبز

باغ میں کیا گیا تھا۔اس اہم ترین واقعے اور مقام کا آپس میں ایک خاص ربط ہے۔" چینی ثقافت کے تابندہ نقوش" کے مصنف ایس ایم حالی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک قدیم چینی روایت کے مطابق پہلی بار ایک ملکہ نے آڑو سے بنے ہوئے کھانے کی دعوت کی تھی۔ چینی روایت میں آڑو لمبے سفر کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کے کھانے سے عمر دراز ہوتی ہے۔"(5)

عوام اپنی سالگرہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر بڑے اہتمام سے آڑو سے بنے کھانے ضرور کھاتے ہیں تاکہ لوگ لمبی عمر پائیں۔ چین میں آڑو کو ایک خاص نسبت حاصل ہے۔اس کی عدم دستیابی کی صورت میں آٹے سے بھی آڑو جیسے پکوان تیار کر کے اس کی موجودگی کے احساس کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

"چینی سیاسی مزاج کے بارے میں ایک خاص بات جو اس ناول کے ذریعے معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ چینی اپنی سرزمین پر بیرونی غلبے کو کسی صورت برداشت نہیں کرتے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ چین سے باہر توسیع پسندی یا اپنے سیاسی غلبے کے قیام کے لیے طاقت کا استعمال کرنے سے گریزاں ہیں۔تاہم جو اقوام ان کو اپنے زیرِ تسلط لانے پر مصر رہی ہیں، انہیں آخر کار منہ کی کھانا پڑی ہے۔ڈاکٹر عابد حسین سیال بجا طور پر اس امر کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چینی قوم بہادر، جری اور فنِ سپاہ گری میں طاق ہونے کے باوجود تہذیبی اعتبار سے نوآبادیاتی مہم جوئی کی قائل نہیں رہی۔"(6)

"سان کیواِن ای تین سلطنتوں کی داستان ایک تاریخی ناول ہے جس میں تیسری صدی میں عظیم چینی سرزمین پر غلبے کے حصول کے لیے تین سلطنتوں یعنی وے سلطنت، وو سلطنت اور شو سلطنت کے درمیان مختلف جنگوں پر مبنی ہے۔یوں تو یہ تینوں طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء دکھائی دیتی ہیں مگر بسا اوقات دو سلطنتیں باہم مل کر کسی ایک مضبوط طاقت کو نیچا دکھانے میں برسرِ پیکار دکھائی دیتی ہیں۔"(7)

ناول کے دو اہم کرداروں میں تھاؤ تھاؤ (CAO CAO)، یوآن شاؤ (YUAN SHAO) اور لیو بے شواندے (LIU BEI XUANDE) کی زندگی کے بارے میں تین مختلف نظریات کی ترجمانی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اول الذکر اپنے مقاصد کے حصول کو فوقیت دیتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ہر جائز و ناجائز ذریعے کو بروئے کار لانے کو درست جانتے ہوئے نتائج کا متمنی ہے۔ تھاؤ تھاؤ کا مشہور جملہ ہے کہ اس سے پہلے کہ کوئی دوسرا مجھے دھوکہ دے، میں خود اس کو دھوکہ دے دوں۔لیو بے شواندے کا شمار انسان دوست اور رعایا پرور عادل حکمرانوں میں کیا جا سکتا ہے، جو ہر حال میں اخلاقی اقدار اور انسانی اوصاف کو پیشِ نظر رکھتے ہیں اور وفاداری و حریت کو زندگی کی ترجیحِ اول کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔اپنی سرزمین سے وفاداری، اولعزمی اور دشمن کا بہترین فوجی حکمت عملی سے مقابلہ کرتے ہوئے کمزور کر کے اپنا دوست بنانے کا موقع دینا، چینی سورماؤں کی وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کی نمایاں مثالیں ہیں۔ چینی ناولوں میں ایسے کردار بہت

کم ہیں جنھیں معروف معنوں میں ہیرو کہا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ زیرِ نظر ناول میں کرداروں کا ایک جمِ غفیر دکھائی دیتا ہے۔اس زمانے کے بادشاہوں،امراء،وزراء، جرنیل، فوجی اہلکار، زرعت پیشہ افراد اور مذہبی طبقہ کے افراد سے چینی سماج کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے۔ان کرداروں کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ وسیع الجہت ہونے کے ساتھ ساتھ بشری تقاضوں کے تحت بیک وقت خوبیوں اور خامیوں کے دلچسپ مرقعے ہیں۔اسی پس منظر میں زیرِ نظر ناول قدیم زمانے میں جنگی ساز و سامان کی نوعیت سے بھی آگاہی فراہم کرتا ہوا نظر آتا ہے۔جن میں جڑواں دھاتی تلوار،ہلالی خنجر،اٹھارہ ہاتھ لمبا نیزہ،زرہ بکتر شامل ہیں۔

یوں تو اہلِ چین کے ایک نام ور سپہ سالار سُن زو کو آج بھی جنگی حکمتِ عملی کا عظیم استاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ان کی شہرہ آفاق تصنیف "The Art Of War" کو دورِ جدید میں بھی دنیا کے اہم عسکری اداروں میں زیرِ تربیت فوجی افسران کی رہنمائی میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔دل چسپ بات یہ ہے کہ اس کتاب کو اب تک دنیا کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے۔اس کتاب میں پیش کی گئی جنگی حکمت عملی کو "تین سلطنتوں کی داستان" میں برسرِ پیکار فوجوں کے درمیان ہونے والی جنگوں کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ناول کے پندرھویں باب میں مختلف کرداروں کی باہمی گفت گو میں چینی سپہ سالار سُن زو کی قابلیت کا اعتراف اور ان کی کتاب کا ذکر جنگی حکمت عملیوں کے بارے میں مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔

مکتوب نویسی بھی اس ناول کا ایک امتیازی وصف ہے۔ناول میں کئی ایک مقامات پر مختلف کرداروں کے مابین خطوط کے تبادلے کی مثالیں ملتی ہیں۔اس ضمن میں تھاؤ تھاؤ کے خطوط اہم ہیں جن میں وہ حصولِ اقتدار سے قبل اور مابعد درپیش معاملات پر نپے تلے انداز میں اپنے مخاطبین کو معافی الضمیر پہنچاتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔سردار گوان کے خطوط بھی اپنے اندر ادبی چاشنی کو سمیٹے ہوئے ہیں، مثلاً "شوان وے کو لکھے گئے ایک خط میں سردار گون یوں رقم طراز ہے:۔

"میری حقیر رائے میں کوئی چیز عزت و وقار سے زیادہ اہم نہیں اور وفاداری کا راستہ تو موت بھی نہیں روک سکتی۔عہدِ جوانی سے میں چین کے کلاسیکی ادب کو نہایت غور سے پڑھا اور اپنی روایات کے بارے میں جانا۔۔۔اگر میرے دل میں ذرا سی بھی بدنیتی ہو تو خدا اور بنی نوع انسان کی مجھ پر لعنت ہو۔میں آپ سے اپنے دل کی بات لکھنا چاہتا ہوں مگر یہ قلم اور ریشم کا کاغذ میری وفاداری اور خلوص کو بیان نہیں کر سکتے۔"(8)

اس تاریخی ناول سے حاصل ہونے والے اسباق میں سے ایک اہم سبق یہ کہ کامیابی انہی کے قدم چومتی ہے جو روحِ عصر کے تقاضوں سے بروقت آگاہ ہو کر اپنے امور کو صحیح رخ پر ترتیب دیتے ہیں۔رجعت پسندی،تساہل،اقربا پروری اور عوامی مسائل سے چشم پوشی جیسی بری

عادات حکمرانوں کو جلد عبرت ناک انجام سے دوچار کر دیتی ہے۔آج بھی چین میں " تین سلطنتوں کی داستان" کی مقبولیت اس بات کی غماز ہے کہ اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے سماجی تشکیل میں اہلیت اور صلاحیت کو مقدم رکھا جاتا ہے۔

پاکستان اور چین کے عوام کے مابین بہت سی سماجی اقدار مشترک ہیں، جن کی نقاب کشائی اس تاریخی ناول کے مطالعے سے ہوتی ہے، مثلا" خواتین کا عزت واحترام ہر دو ممالک میں یکساں طور پر کیا جاتا ہے۔معاشرے کی تعمیر وترقی میں مردوں کے شانہ بشانہ کردار ادا کرنے میں ہی خواتین کی ترقی کا راز مضمر ہے۔عورت کے چار بنیادی کرداروں ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کو قدیم چینی سماجی تشکیل میں بھی مرکزی مقام حاصل رہا ہے۔اس کا حوالہ ناول میں مذکور مختلف ضیافتوں کے موقع پر تیار ہونے والے انواع واقسام کے ملبوسات اور پکوانوں کی تیاری سے بھی ہوتا ہے۔

" تین سلطنتوں کی داستان" گو کہ ایک نثری کاوش ہے، مگر اس میں جابجا شعری متون کو بھی شامل کیا گیا ہے۔یوں اس کی ادبی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔فاضل مترجم کے بقول ناول میں ہر اہم موقع پر نظم پیش کی گئی ہے۔ گو کہ تمام نظموں کا ترجمہ باوجوہ پیش نہیں کیا گیا۔تاہم جن نظموں کے تراجم پیش کیے گئے ہیں، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ناول کی ابتداء میں پیش کی گئی نظم کا دل کش شعری ترجمہ حسبِ ذیل ہے: ۔

مشرق کو بہتا دریا

ہے پیہم رواں دواں

یہ دلیر جری سب فنا سب فانی

کیا گل اور کیا گلستاں

ڈھلتے سورج کی تپش میں

یہ سبز پہاڑ ہیں مگر جاوداں

کیا بہار کیا خزاں

تھکے ہارے محنت کش

مچھیرے اور محنت کش

دیکھ چکے کتنی بہاریں کئی خزاں

بیٹھ کر جام سرشار کے ساتھ

سناتے ہیں ایک دوجے کو

بیتے ہوئے سموں کی ایک انوکھی داستاں(9)

"سلطنتوں کی داستان" بظاہر حصولِ اقتدار کے لیے برسرِپیکار مختلف گروہوں کی کی جنگوں کی ہی عکاسی نہیں کرتی بل کہ ایک مکمل سماجی، سیاسی، دفاعی اور تہذیبی منظر نامے کو عمدگی سے پیش کرتی ہے۔ شاہی محلات میں ہونے والی مختلف سرگرمیوں، اندازِ نشست و برخاست، امورِ سیاست، خارجہ تعلقات اور سفارتی وفود سے ہونے والی گفت وشنید سے اس دور کی طرزِ زندگی اور انسانی رویئوں کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک تہذیبی ناول ہے جو چینی سماجی اقدار کو عمدگی اور فن کارانہ مہارت سے پیش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یوں ایک تہذیب اپنی جیتی جاگتی شکل میں ایک دستاویز میں سمٹ کر سماگئی ہے جو آنے والے نسلوں کو عظیم ثقافتی ورثے سے جوڑ رہی ہے۔ ادبیات کے طالب علموں کے لیے بالخصوص اور قارئین کے لیے بالعموم اس ضرورت کو بڑی بے تابی سے محسوس کیا جاتا رہا ہے کہ ادبِ عالیہ میں چینی ادب کے فن پاروں کو بھی زیرِغور لایا جائے۔ بادی النظر میں چینی ادب کی دیگر زبانوں کے ادب کی نسبت محدود سطح پر رسائی دیکھنے میں آتی ہے۔ پاکستان اور چین کے مابین وسیع البنیاد دوستانہ تعلقات کے تناظر میں ضرورت اس امر کہ ہے کہ چینی ادبی سرمائے کو اردو زبان میں نہ صرف منتقل کیا جائے بل کہ اسے جامعاتی سطح پر ادبِ عالیہ کی ایک اہم سرگرمی کے طور پر تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا جائے، تاکہ تہذیبوں کے مابین تصادم کے بجائے مکالمے کے عمل کو باہم تقویت فراہم کی جاسکے۔

حوالہ جات

1۔ممتاز منگلوری،ڈاکٹر،شرر کے تاریخی ناول،مکتبہ خیابانِ ادب،لاہور،1964ء،ص27

2۔آفتاب اقبال شمیم،چین کا افسانوی ادب۔کل اور آج،(مضمون)مشمولہ چین کا ادب(قدیم وجدید فکشن سے انتخاب)اکادمی ادبیات پاکستان،اسلام آباد،

2006ء،ص 7

3۔عابد حسین،ڈاکٹر،(عظیم تاریخی ناول"تین سلطنتیں" (مضمون)مشمولہ چین کا ادب(قدیم وجدید فکشن سے انتخاب)اکادمی ادبیات پاکستان،اسلام آباد،
2006ء،ص 22

4۔نثار ترابی،ڈاکٹر،تین سلطنتوں کی داستان۔ایک تجزیاتی مطالعہ(مضمون)بازیافت-29،اورینٹل کالج،پنجاب یونیورسٹی لاہور،2016ء،ص264

5۔ ایس ایم حالی،چینی ثقافت کے تابندہ نقوش،رومی اکیڈمی اسلام آباد،2016ء،ص89

6۔عابد حسین،ڈاکٹر،چینی ادب کے اردو تراجم: تہذیبی مکالمے کی ایک صورت،(ریسرچ آرٹیکل)امتزاج 18،ص49

7۔چاچائی/ون برگ چائی،چین کا بدلتا سماج،محمد سلیم خاں،گوپال متل،محمد سلیمان صابر(مترجمین)،نیشنل اکاڈمی،دہلی، 1966ء،ص184

8۔ ظہور احمد،ڈاکٹر،تین سلطنتوں کی داستان،نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد،2021ء،ص263

9۔ ظہور احمد، تین سلطنتوں کی داستان، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،۲۰۲۱ص63

References:

1-Mumtaz manglori, dr, Sharer ke tareekhi novel, maktaba khyaban, adab, Lahore, 1964 Hamza, p 27

2-Aftab Iqbal shamem, chain ka afsanwi adab aur aaj kal, (mazmoon) mashmola chain ka Adab (qadeem o jadeed fiction se intikhab) akadmi adbiyat Pakistan, Islamabad, 2006, p 7

3-Abid Hussain, dr, (azeem tareekhi novel" teen sltntin" (mazmoon) mashmola chain ka Adab (qadeem o jadeed fiction se intikhab) akadmi adbiyat Pakistan, Islamabad, 2006, p 22

4-Nisar trabi, dr, teen saltnaton ki aik dastan tjzyati mutalea (mazmoon) baziafat -29, Oriental college, Punjab University Lahore, 2016 hamza, p 264

5-S is haali, cheeni Saqafat ke Tabinda nuqoosh, Roomi academy Islamabad, 2016 Hamza, p 89

6-Abid Hussain, dr, cheeni adab ke Urdu tarajum: tehzibi maklmay ki aik soorat, (reserch Article) imtezaaj 18, p 49

7-Chachai / one barg chayii, chain ka badalta samaaj, Mohammad Saleem Khan, gopal Mittal, Mohammad Sulaiman sabir (Mutarjmeen), national academy, Dehli, 1966 Hamza, p 184

8-Zahoor Ahmed, dr, teen saltnaton ki daastaa’n, national buk foundation, Islamabad, 2021 hamza, p 263

9-Zahoor Ahmed, teen saltnaton ki daastaa’n, national buk foundation, Islamabad, 2021 p 63.